© rasailojaraid.com

جناب طالب ہاشمی

حضرت قیس رضؓ بن عاصم منقری

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت کا ذکر ہے کہ بصرہ کے نو آباد شہر کے ایک مکان میں ایک صحابیٔ رسولؐ بستر مرگ پر پڑے ہوئے تھے۔ ان کے جوڑ سے چھکلے ہاڑ اور خدو خال سے ظاہر ہوتا تھا کہ کبھی بڑے وجیہ اور قوی الجثہ رہے ہوں گے۔ لیکن اب بیماری نے انہیں سخت ضعیف اور درماندہ کر دیا تھا۔ تاہم اس حالت میں بھی ان کے چہرے پر عجیب قسم کا جلال تھا اور اس سے نور کی شعاعیں پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی تھیں۔ ان صاحبؓ رسولؐ کو اللہ تعالیٰ نے اولادِ کثیر سے نواز رکھا تھا۔ چنانچہ اس وقت ان کے بستر کے گرد ان کے بتیس ۳۲ فرزند جمع تھے اور وہ اکھڑی ہوئی آواز میں ان سے مخاطب ہو کر کہہ رہے تھے:

"پیارے بیٹو، میں اب تم سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو رہا ہوں، میری باتیں غور سے سنو! جب میں مرجاؤں تو اپنے سب سے بڑے بھائی کو اپنا سردار بنانا۔ اگر چھوٹے کو بنایا تو جو لوگ تم سے ہمسری کا دعویٰ رکھتے ہیں، وہ تم پر انگلیاں اٹھائیں گے۔ ہمیشہ اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کرنا۔ میری موت پر رونے دھونے اور چیخنے چلانے سے اجتناب کرنا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اپنے مال کی اصلاح اور حفاظت سے غافل نہ ہونا، اس سے شرفا کی عزت میں اضافہ ہوتا ہے اور کم ظرف لوگوں کا بار احسان نہیں اٹھانا پڑتا۔ اپنے اونٹوں کو نام و نمود کی خاطر بے محل صرف نہ کرنا۔ لیکن برمحل صرف کرنے میں کبھی دریغ نہ کرنا۔ کم اصلوں میں رشتے ناتے نہ کرنا۔ ہو سکتا ہے اس سے تمہیں وقتی مسرت حاصل ہو جائے لیکن اس میں جو نقصانات مضمر ہیں، وقتی مسرت ان کے سامنے کچھ حیثیت نہیں رکھتی۔ اپنے دشمن کی اولاد سے ہوشیار رہنا۔ کچھ تعجب نہیں کہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اپنے بزرگوں کی طرح دل میں تم سے عناد رکھتی ہو۔ زمانۂ جاہلیت میں میری قبیلہ بکر بن وائل سے دشمنی رہ چکی ہے اس لئے میری قبر وہاں بنانا جہاں ان کی دسترس نہ ہو سکے۔ ورنہ خدشہ ہے کہ وہ جوشِ انتقام میں میری قبر کھود ڈالیں اور تم اس کا بدلہ لینے کیلئے وہ کچھ کر گزرو جو تمہاری آخرت برباد کر ڈالے "۔

اتنا کہتے کہتے وہ صاحبؓ رسولؐ تھک گئے اور سانس درست کرنے کے لئے تھوڑی دیر خاموش رہے۔ پھر انہوں نے اپنے کانپتے ہاتھوں سے ترکش سے ایک تیر نکالا اور اسے اپنے بڑے لڑکے کے ہاتھ میں دے کر کہا:

"اس کو توڑ دو!"

اس نے فوراً توڑ دیا۔ . . . پھر دو تیر ایک ساتھ دیئے اور کہا "انہیں بھی توڑ دو!" اس نے بہت کوشش کی لیکن نہ توڑ سکا۔ دانا باپ نے اب پھر سارے بیٹوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: "تم نے دیکھا کہ ایک تیر کتنی آسانی سے ٹوٹ گیا۔ لیکن جب دو تیر مل گئے تو پوری طاقت صرف کرنے کے باوجود نہ ٹوٹ سکے ——— اگر تم آپس میں پیار محبت اور اتحاد و اتفاق کے ساتھ نہ رہے اور متفرق ہو گئے تو تم میں سے ہر ایک کی مثال ایک تیر، جیسی ہو گی جسے ہر شخص توڑ سکے گا اور اگر تم متحد رہے تو پھر کسی کی مجال نہ ہو گی کہ تمہیں توڑ سکے یا کوئی نقصان پہنچا سکے۔ یاد رکھو، اتحاد میں ہی قوت اور برکت کا راز پنہاں ہے!"

اتنا فرما کر ناصح مشفق نے ایک ہچکی لی اور اس کے ساتھ ہی ان کا طائرِ روح قفسِ عنصری سے نکل کر عالمِ بقا کی جانب پرواز کر گیا۔

دمِ آخر اپنی اولاد کو یہ پُر مغز اور زرّیں وصیتیں کرنے والے صاحبِ رسول حضرت قیسؓ بن عاصم منقری تمیمی تھے۔

(۲)

سیدنا حضرت ابو علی قیسؓ بن عاصم منقری کا شمار ان صحابۂ کرام میں ہوتا ہے جو سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مصداق تھے:

"خیارکم فی الجاھلیۃ خیارکم فی الاسلام"

"یعنی تم میں سے جو زمانۂ جاہلیت میں بلند مرتبہ تھے وہ اسلام میں بھی بلند مرتبہ ہیں"

حضرت قیسؓ عرب کے نامور قبیلہ بنو تمیم کی شاخ بنو منقر سے تعلق رکھتے تھے، نسب نامہ یہ ہے:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قیس بن عاصم بن خالد بن منقر بن عبید بن مقاعس بن عمر بن کعب بن سعد بن زید بن مناۃ بن تمیم۔

قیسؓ اپنے قبیلہ بنو منقر کے سردار تھے اور نہایت دولت مند اور رعب و دبدبہ کے آدمی تھے۔ ان کی شہسواری، فیاضی اور اصابت رائے کی سارے علاقے میں دھوم مچی ہوئی تھی۔ لوگوں کے باہمی جھگڑے نپٹانے میں انہیں ید طولیٰ حاصل تھا۔ ان کے قبیلہ کی بکر بن وائل سے قدیمی دشمنی تھی اور اکثر ان سے جنگ و جدال تک نوبت پہنچ جاتی تھی۔ ان لڑائیوں میں قیس ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے اور اپنی جنگی چالوں سے دشمن کو زِچ کر دیتے تھے۔

شعر و شاعری میں بھی درک رکھتے تھے اور جب طبیعت لہر پر آتی تو نہایت عمدہ اشعار کہہ لیتے تھے۔ اگرچہ وہ فطری طور پر نہایت بردبار اور حلیم الطبع تھے لیکن ایک دفعہ جاہلی حمیت کے زیر اثر اپنی ایک معصوم بچی کو زندہ زمین میں گاڑ دیا تھا۔ اس حرکت پر ساری عمر افسوس رہا۔

زمانۂ جاہلیت میں شراب خوری کو لازمۂ امارت سمجھا جاتا تھا چنانچہ وہ بھی اس علت میں مبتلا تھے۔ پینے پہ آتے تو خم کے خم خالی کر دیتے۔ ایک دفعہ شراب پی کر ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئے اور ایسی حرکتیں کیں جو ان جیسے غیور اور فرزانہ سردار قبیلہ کے مرتبہ سے فروتر تھیں۔ جب ہوش آیا اور لوگوں نے ان حرکتوں سے آگاہ کیا تو فرطِ ندامت سے منہ چھپاتے پھرتے تھے۔ حافظ ابن عبدالبرؒ نے لکھا ہے کہ انہوں نے اس دن شراب نوشی سے ہمیشہ کے لئے توبہ کر لی اور اس موقع پر یہ شعر کہے:

رأیت الخمر صالحۃ وفیها خصال تفسد الرجل الحلیما
فلا واللہ اشربها صحیحا ولا اشفی بها ابدا سقیما

میرے نزدیک شراب اچھی چیز تھی لیکن یہ تو حلیم آدمی کے اخلاق بگاڑ دیتی ہے۔ خدا کی قسم، اب میں اسے نہ کبھی تندرستی کی حالت میں پیوں گا اور نہ کبھی بیماری میں دوا کے طور پر استعمال کروں گا۔[۱]

اور اس کے بعد انہوں نے فی الواقع زندگی کے آخری سانس تک اپنے عہد کو نباہا۔ حافظ ابن حجرؒ نے اصابہ میں حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں نے زمانۂ جاہلیت میں (دانستہ) کبھی کوئی برا کام نہیں کیا اور نہ کبھی کسی کو مجھ پر جھوٹی تہمت لگانے کا موقع ملا۔ اس زمانے میں میرا زیادہ تر وقت فوجی مہموں میں یا لوگوں کے جھگڑے نپٹانے میں صرف ہوتا تھا۔

---

[۱] الاستیعاب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۳)

یوں تو بارگاہِ نبوت میں وفودِ عرب کی حاضری کا سلسلہ ۵ھ سے شروع ہو گیا تھا لیکن فتح مکہ (۸ھ) کے بعد ان وفود کی تعداد میں نمایاں اضافہ ہو گیا۔ ۹ھ میں تو اس کثرت سے وفود آئے کہ اس سال کا نام ہی "عام الوفود" پڑ گیا۔ اسی سال بنو تمیم کا وفد بھی بڑے کرّ و فر اور جاہلی ٹھاٹھ کے ساتھ مدینہ منورہ آیا۔ یہ وفد ستّر یا اسّی آدمیوں پر مشتمل تھا۔ ان میں حضرت قیس رضؓ بن عاصم بھی شامل تھے۔ بنو تمیم کے دماغوں میں خاندانی فخر و غرور اور جاہلی رعونت کا نشہ سمایا ہوا تھا۔ وہ اپنے ساتھ اپنے قبیلہ کے چوٹی کے خطیب اور شاعر لائے تھے تاکہ مسلمانوں پر اپنی خطابت اور شاعری کا سکہ جما سکیں۔ وہ اپنی سادگی اور جہالت کی بنا پر سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جلالتِ قدر کا اندازہ نہ کر سکے اور آپؐ کے آستانۂ اقدس کے باہر کھڑے ہو کر بدویانہ انداز میں آوازیں دینی شروع کیں۔ "محمد" "باہر آکر ہماری بات سنئے!" رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کا اندازِ تخاطب ناگوار تو گزرا لیکن آپؐ کی شانِ رحیمی نے گوارا نہ کیا کہ ان لوگوں کو سرزنش کریں یا ان سے بے رخی برتیں۔ آپؐ باہر تشریف لائے اور ان سے نہایت خندہ پیشانی سے ملاقات فرمائی۔ وفد کے ایک رئیس اقرع بن حابس نے کہا "محمد، ہم بنو تمیم کے لوگ ہیں، ہمارا دعویٰ ہے کہ کوئی قوم حسب و نسب، جاہ و حشمت، علم و حکمت، جود و سخا اور دوسرے فضائل میں ہمارے برابر نہیں ہے۔ ہم قبولِ اسلام سے پہلے آپ سے مفاخرت کرنا چاہتے ہیں۔"

قبولِ اسلام کے لئے یہ شرط بڑی نامعقول تھی لیکن آپؐ چاہتے تھے کہ یہ لوگ کسی ہی ڈھب سے دعوتِ حق کو سمجھ جائیں۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا:

"میں فخاری اور شعر بازی کیلئے مبعوث نہیں ہوا۔ لیکن اگر تم اسی لئے آئے ہو تو ہم اس سے بھی باہر نہیں ہیں۔ تم اپنا کمال دکھاؤ، ہم جواب دیں گے!"

اس پر بنو تمیم کے شعلہ بیان خطیب عطارد بن حاجب کھڑے ہو گئے اور ایک فصیح و بلیغ خطبہ دیا جس میں اپنے قبیلے کی خوبیاں بیان کر کے دعویٰ کیا تھا کہ کوئی قوم بنو تمیم کی ہمسر نہیں ہے۔

ان کے جواب میں آپؐ کے حکم سے حضرت ثابتؓ بن قیس انصاری کھڑے ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ رحمت اور مہاجرین و انصار کی فضیلت ایسے بلیغ اور احسن انداز میں بیان کی کہ مجلس پہ سناٹا چھا گیا۔ تقریریں ہو چکیں تو اشعار کی باری آئی تو بنو تمیم کے سحر البیان شاعر زبرقان بن بدر نے اپنی قوم کی شان میں ایک پرزور قصیدہ پڑھا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس میں انہوں نے خود ستائی تعلّی اور نخوت کی انتہا کر دی تھی تاہم فنی لحاظ سے اس کے بلند پایہ ہونے میں کلام نہ تھا۔ وہ بیٹھے تو حضورؐ نے حضرت حسانؓ بن ثابت کو حکم دیا کہ وہ جواب دیں۔ حضرت حسانؓ اقلیم سخن کے بادشاہ تھے۔ انہوں نے آپؐ کا اشارہ پاتے ہی زبر قان ہی کے بحر اور قافیہ میں فی البدیہہ ایسے فصیح و بلیغ اشعار سنائے کہ بنو تمیم انگشت بدنداں ہو گئے اور پکار اٹھے "محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ کا خطیب ہمارے خطیب سے بہتر اور آپ کا شاعر ہمارے شاعر سے افضل ہے۔" اس اعتراف کے بعد سب مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ اس موقع پر آپؐ نے حضرت قیسؓ بن عاصم کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

"یہ صحرا نشینوں کے سردار ہیں!"

علامہ ابن سعدؒ نے "طبقات" میں لکھا ہے کہ کچھ عرصہ بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت قیسؓ کو تحصیلِ صدقات کی اہم خدمت تفویض فرمائی۔

علامہ ابن ہشامؒ کا بیان ہے کہ قبولِ اسلام کے بعد حضرت قیسؓ بن عاصم غزوہ حنین میں شریک ہوئے۔ لیکن یہ رائے مشکوک ہے کیونکہ غزوہ حنین فتح مکہ کے فوراً بعد شوال ۸ھ میں ہوا جبکہ حضرت قیسؓ نے ۹ھ میں اسلام قبول کیا۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے غزوہ تبوک (۹ھ) میں شرکت کی ہو۔ بہر صورت بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت قیسؓ نعمتِ اسلام سے بہرہ یاب ہونے کے بعد وقتاً فوقتاً رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور فیضانِ نبوی سے سعادت اندوز ہوتے تھے۔ مستدرک حاکم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت قیسؓ کو کثیر مال و دولت سے نواز رکھا تھا۔ صرف اونٹ اور دوسرے مویشی ہزاروں کی تعداد میں تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے اپنی دولت کے بارے میں آپؐ سے کچھ سوالات پوچھے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا، کیا تمہیں اپنا مال پسند ہے یا موالی کا؟ انہوں نے عرض کیا "اپنا یا رسول اللہ!"

آپؐ نے فرمایا "تمہارا مال تو وہی ہے جس کو کھا پی لو، پہن اوڑھ لو اور بوسیدہ کر دو یا راہِ حق میں صرف کر کے برابر کر دو ورنہ وہ تمہارے موالی کا ہے۔"

حضرت قیسؓ نے عرض کیا "اگر زندگی نے مہلت دی تو اونٹوں کے گلّے جلد ہی ختم کر دوں گا!"

چنانچہ انہوں نے ان کا بڑا حصہ اپنی وفات سے پہلے پہلے ختم کر دیا اور جس لڑکی کو جاہلیت کے زمانہ میں قتل کیا تھا، اس کا کفارہ بھی ادا کر دیا۔ طبیعت میں پہلے ہی حلم تھا، اسلام نے اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وصف کو اور بھی چمکا دیا - علامہ ابن اثیرؒ نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے بھتیجے نے آپ کے ایک لڑکے کو قتل کر دیا - لوگوں نے قاتل کو پکڑ لیا اور اس کی مشکیں کس کر مقتول کی لاش کے ساتھ حضرت قیسؓ کے پاس لائے - انہوں نے کمال درجہ کے صبر و ضبط سے کام لیا اور بھتیجے سے مخاطب ہو کر فرمایا، جانِ عم، تو نے کتنا برا کام کیا، اپنے مسلمان بھائی کو قتل کر کے اللہ اور اللہ کے رسول کی نافرمانی کی - وہ تمہارا چچازاد بھائی بھی تھا اس لئے قطع رحم کے مرتکب بھی ہوئے! اس طرح دیر تک نصیحتیں کرتے رہے - پھر دوسرے بیٹے سے کہا "اس کی مشکیں کھول دو اور اپنے بھائی کے کفن دفن کا انتظام کرو" مقتول بچے کی ماں سخت غمزدہ تھی، اس کو تسلی دی اور اپنے پاس سے خون بہا ادا کر دیا -

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں بصرہ آباد ہوا تو حضرت قیسؓ اپنے صحرائی مسکن کو ترک کر کے بصرہ تشریف لے گئے اور وہیں مستقل اقامت اختیار فرمائی - اسی جگہ انہوں نے ۱۴ھ کے بعد کسی وقت داعی اجل کو لبیک کہا - اس وقت ان کے تیس لڑکے زندہ موجود تھے - تہذیب الکمال میں ہے کہ ان کے دو لڑکوں حکیم اور احنف نے ان سے چند احادیث بھی روایت کی ہیں - رضی اللہ تعالیٰ عنہ!

وی - پی آ رہا ہے!

● گزشتہ ماہ جن احباب کو سالانہ چندہ کے خاتمہ کی اطلاع دی گئی تھی، ان کے نام عنقریب وی پی روانہ کیا جا رہا ہے - یاد رہے کہ وی پی پیکٹ میں پرانا پرچہ ارسال کیا جائیگا کیونکہ زیرِ نظر تازہ شمارہ اس سے قبل ارسال کیا جا چکا ہو گا -

امید ہے کہ قارئین وی - پی وصول فرما کر شکریہ کا موقع اور دینی حمیت کا ثبوت دیں گے - جزاکم اللہ احسن الجزاء!

● جن احباب کی مدت خریداری اس ماہ (نومبر ۷۸ء) ختم ہو رہی ہے، ان کے نام آنے والے رسالہ پر "آپ کا چندہ ختم ہے" کی مہر لگا دی گئی ہے ——— اس اطلاع کے بعد پندرہ دن کے اندر سالانہ زرتعاون بذریعہ منی آرڈر روانہ فرما دیں یا آئندہ ماہ پرچہ بذریعہ وی - پی - وصول کرنے کیلئے تیار رہیں ——— خدانخواستہ آئندہ خریداری جاری نہ رکھنے کی صورت میں دفتر کو فی الفور مطلع فرمائیں - شکریہ! ——— والسلام!

(ناظمِ دفتر)

© rasailojaraid.com